المعتمد المستند

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

حاشیہ **المعتقد المنتقد**

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ

مصنف: شاہ فضلِ رسول قادری بدایونی علیہ الرحمہ

مترجم

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ

مفتی محمد اختر رضا خاں قادری دامت برکاتہم العالیہ

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المعتقد المنتقد

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ شاہ فضل رسول قادری عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

المعتمد المستند

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ عنہ

مترجم

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خان قادری برکاتی ازہری بریلوی مدظلہ العالی

مکتبہ برکات المدینہ

جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ اشاعت نمبر 11

نام کتاب: المعتقد المنتقد

مصنف: علامہ شاہ فضل رسول قادری بدایونی علیہ الرحمہ

حاشیہ: المعتمد المستند

محشی: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

مترجم: تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں الازہری مدظلہ

تصحیح: مولانا مفتی محمد قاضی شہید عالم مدرس جامعہ نوریہ بریلی

ضخامت: 352

طبع اول: 1428ھ/2007ء
(المجمع الرضوی، بریلی، یوپی)

طبع دوم: 1428ھ/2007ء

تعداد: 1100

ناشر

مکتبہ برکات المدینہ

جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

فون: 021-4219324

ای میل: barkatulmadina@yahoo.com

جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے۔

تو ابراہیم علیہ السلام نے افادہ فرمایا کہ ان دونوں صفتوں کا معدوم ہونا نقص ہے جو معبود کے شایان نہیں۔

اور جمہور اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ دونوں صفتیں علم پر زائد ہیں اور فلاسفہ اور بعض معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ دونوں (سمع و بصر) اللہ تبارک و تعالیٰ کا مسموعات و مبصرات (سنی جانے والی اور دیکھی والی چیزوں کا علم وادراک سے عبارت ہے) ابن ہمام نے فرمایا: کہ یہ دونوں صفتیں صفت علم کی طرف راجع ہیں اور علم پر زائد نہیں جیسے رؤیت۔ ابن ابی شریف نے فرمایا: یہ دونوں صفتیں اگرچہ صفت علم بمعنی ادراک کی طرف راجع ہیں پھر بھی صفت علم کو اجمالا ثابت کرنا باب عقیدہ میں ان دونوں کو تفصیلا انہیں لفظوں کے ساتھ جو کتاب وسنت میں وارد ہیں ماننے سے بے نیاز نہیں کرتا اس لئے کہ ہم اس کے مطابق عقیدہ رکھنے کے مکلف ہیں جو کتاب وسنت میں وارد ہوا اور اسی معنی کی طرف مشیر ہے مصنف کا قول ''رویت علم کی ایک قسم ہے'' اور صفت سمع بھی اسی طور پر ہے اسی کے ساتھ اس کے بعد مصنف نے یہ فرمایا: کہ اللہ صفت سمع سے سمیع ہے اور صفت زائدہ جو بصر سے موسوم ہے اس سے بصیر ہے اور اس فرمان میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ علم کی ان دونوں قسموں پر تفصیلا ایمان لانا ضروری ہے اس بنا پر کہ یہ دونوں علم پر صفت زائدہ ہیں اور اولیٰ یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ جب شریعت میں ان دونوں کا ذکر آیا، ہم ان دونوں پر ایمان لاتے ،اور ہم نے جانا کہ اللہ کی یہ دونوں صفتیں دوالۂ معروفہ کی مدد سے نہیں اور ہم اس کے معترف ہیں کہ ہمیں ان دونوں کی حقیقت معلوم نہیں جیسا کہ شرح مواقف میں ہے۔

اور ان ہی عقائد میں سے یہ عقیدہ ہے کہ وہ متکلم ہے (وہ کلام فرماتا ہے)

کہ اس پر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اجماع ہے اس لئے کہ ان سے بطریق تواتر منقول ہوا کہ یہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے اس بات کا حکم دیا، اور اس سے منع فرمایا اور یہ خبر دی اور یہ سب کلام کی قسموں میں سے ہیں اس کا کلام قدیم[۶۰] اس وجہ سے کہ اللہ کی ذات کے ساتھ حوادث کا قیام محال ہے یہ (صفت کلام) قائم بذاتہ تعالٰی ہے اس لئے کہ اس نے اپنی ذات کو کلام سے موصوف فرمایا جیسا کہ اس نے فرمایا: قلنا اھبطوا، ہم نے فرمایا نیچے اترو۔ قلنا یادم، ہم نے فرمایا اے آدم۔ اور متکلم جو کلام کے ساتھ موصوف ہو لغۃً وہ ہے جسکی ذات کے ساتھ کلام قائم ہو نہ کہ وہ جو اپنی ذات کے سوا کسی چیز میں حروف کی ایجاد کرے جیسا کہ شاعر نے اس معنی کی تصریح کی۔ کلام تو دل ہی میں ہے اور زبان دل کا پتہ دیتی ہے تو وہ خیال جس کی طرف معتزلہ جھکے یعنی یہ کہ تکلم اللہ تبارک وتعالٰی کے حق میں حروف وآواز کو کسی جسم میں ایجاد کرنا، بلا ضرورت لغت کی مخالفت ہے اللہ کا کلام نہ حرف ہے نہ آواز اس لئے کہ وہ اس کی صفت ہے اور وہ (حرف وآواز سے جو سمات حدوث سے ہے) برتر وبالا ہے۔

اور یہ کلام قدیم قائم بذاتہ تعالٰی، کلام نفسی کہلاتا ہے اور اس بات سے موصوف نہیں ہوتا ہے کہ وہ عربی ہے یا عبرانی۔ عبرانی اور عربی وہ کلمات ہیں جو اس کلام نفسی پر دلالت کرتے ہیں۔

اور کلام نفسی امام اشعری کے نزدیک سننے کے قابل ہے جو چیز رنگ والی اور جسم نہیں ہے اس کی رویت پر قیاس کرتے ہوئے انہوں نے یہ فرمایا، اور اس دعوٰی کی ممانعت حضرت امام ماتریدی کی طرف منسوب ہے، اور ''صاحب

---

[۶۰] قدیم بالجر مصنف کے قول ''متکلم بکلام'' میں کلام کی صفت ہے اور اسی طرح لفظ قائم بھی جو آگے آرہا ہے۔ امام اہلسنت رضی اللہ تعالٰی عنہ

التبصرہ" نے اس ممانعت کو ممنوع فرمایا اور "کتاب التوحید" کی عبارت سے سند لائے پھر کہا، حضرت امام ماتریدی نے اس کا سننا جائز قرار دیا جو آواز نہیں اور اختلاف اس کلام الٰہی میں ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے واقع ہوا تو امام اشعری کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام نے کلام نفسی سنا اور امام ماتریدی کے نزدیک انہوں نے وہ آواز سنی جو اللہ کے کلام پر دلالت کرتی ہے اور لقب کلیم کے ساتھ ان کے مختص ہونے کی وجہ پہلے مذہب پر ظاہر ہے اور دوسرے مذہب پر اس وجہ سے ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس آواز کو سننا اس طور پر ہوا جس میں خرق عادت ہے، اسلئے کہ یہ سننا بے واسطۂ کتاب وفرشتہ تھا۔

اور کلام کا اطلاق بوجہ اشتراک معنوی یا لفظی دونوں معنی پر ہوتا ہے (یعنی کلام نفسی پر اور جو صوت اس پر دلالت کرے اس کو بھی کلام کہا جاتا ہے) اور پہلا مذہب اوجہ (زیادہ لگتی ہوئی بات ہے) ہے اس لئے کہ کلام، لفظی اور نفسی سے عام مطلق ہے تو اس کا اطلاق دونوں معنی پر وحدت وضع کے ساتھ حقیقت ہوگا ،اس لئے کہ کلام کی وضع قدر مشترک کیلئے ہے اور وہ ایسا امر ہے جس سے تکلم متعلق ہوتا ہے عام ازیں کہ وہ مفہوم نفسی ہو یا لفظی ہو اور وہ معنی جیسا بھی ہو تکلم کے مفہوم میں اس معنی کا قیام جو طلب [٦١] یا خبر دینا ہے نفس متکلم کے ساتھ ضروری ہے۔

اگرچہ متکلم اس معنی کا تلفظ کرے اس لئے کہ تلفظ اس معنی کے نفس متکلم کے ساتھ قائم ہونے کی فرع ہے اور اس معنی کے علم کی فرع ہے اور اس معنی کا نفس متکلم کے ساتھ قائم ہونا وصف کمال ہے جو اس آفت کے منافی ہے جو سکوت باطنی اور اس معنی کو نفس میں جاری کرنے سے عاجز رہنا ہے۔

[٦١] (واؤ حرف عطف بمعنی او ہے) امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لہٰذا یہ عقیدہ واجب ہے کہ اللہ تبارک وتعالی اسی معنی کے لحاظ سے متکلم ہے یعنی جو معنی کلام نفسی کہلاتا ہے اس معنی کا ذات باری تعالی کے ساتھ قائم ہونا مانے۔

اور کلام کے لفظی اور نفسی سے اعم مطلق ہونے کی تقدیر پر تو ذات باری تعالیٰ سے اس کی نفی واجب ہے (یعنی کلام لفظی کی نفی)

اس لئے کہ اس کے ساتھ حوادث [۶۲] کا قیام محال ہے اور کلام لفظی میں

---

[۶۲] اگر حروف کے قدیم ہونے کا قول کیا جائے تو حروف کا ترتب جو ان کے لئے لازم ہے اس کے قدیم ہونے کا منافی ہے اور اس میں غائب کو حاضر پر قیاس کرنے کا مفسدہ ہے اور ''ملل ونحل'' مواقف، مطالب اور حدیقہ وغیرہا میں اس مقام میں کلام ہے اور سکوت میں سلامتی زیادہ ہے۔

اور ہمارے نزدیک حق یہ ہے کہ کلام کی نفسی اور لفظی دو قسمیں بتانا اس خیال کی طرف متاخرین معتزلہ کو خاموش کرنے کیلئے یا پست اذہان کو سمجھانے کیلئے مائل ہوئے جیسا کہ متشابہات میں تاویل کا مسلک ان لوگوں نے اسی لئے اختیار کیا اور مذہب تو وہی ہے جس پر ائمہ سلف ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام واحد ہے اس میں اصلا تعدد نہیں، نہ کبھی رحمٰن سے منفصل ہوا اور نہ ہرگز منفک ہوگا نہ اس کلام نے کسی دل میں اور نہ کسی زبان میں اور نہ اوراق میں اور نہ کانوں میں حلول کیا اس کے باوجود ہمارے سینوں میں محفوظ وہی کلام ہے اور ہمارے دہن سے جس کی تلاوت ہوتی ہے وہ وہی کلام ہے اور جو ہمارے مصاحف میں لکھا ہے وہی کلام ہے اور ہمارے کانوں سے جو سنا جاتا ہے وہی ہے اس کے سوا نہیں، کسی کو یہ جائز نہیں کہ اس محفوظ تلاوت شدہ نوشتہ، سنے جانے والے کلام کو حادث کہے، حادث تو ہم ہیں اور ہمارا حفظ اور ہماری زبان اور ہماری تلاوت ہمارے ہاتھ اور ہماری کتابت اور ہمارا سننا حادث ہے اور قرآن قدیم قائم بذاتہ تعالیٰ وہی تجلی فرماتا ہے ہمارے دلوں پر مفہوم کے لباس میں اور ہماری زبانوں پر ملفوظ کی شکل میں اور ہمارے مصاحف پر منقوش کے لباس

اضافت سے مقصود تشریف ہے کلام لفظی کو اظہار شرف کے لئے اس اعتبار سے کلام اللہ کہا جاتا ہے) کہ وہ لفظ اللہ کا مخلوق تالیفات مخلوق کی جنس سے ہے تو اس (یعنی لفظی سے کلام اللہ ہونے کی) اصلاً نفی بھی صحیح نہیں۔

میں اور ہمارے کانوں پر مسموع کے جامہ میں وہی مفہوم، منطوق، منقوش اور مسموع ہے اس کے سوا کوئی شی دیگر نہیں جو اس پر دلالت کرتی ہو۔

اور یہ سب کچھ بغیر اس کے کہ وہ کلام، اللہ سبحانہ تعالیٰ سے منفصل ہو یا حوادث سے متصل یا جو چیزیں مذکور ہوئیں ان میں سے کسی چیز میں حلول کرے، اور قدیم کیسے حادث میں حلول کریگا، حالانکہ حادث کا قدیم کے ساتھ وجود نہیں، وجود تو قدیم ہی کا ہے اور قدیم سے جو حادث ہوا اس کی اضافت اس کی طرف تکریم کے لئے ہے اور یہ معلوم ہے کہ تجلی کا تعدد ذات متجلی کے تعدد کو مقتضی نہیں

دم بدم لباس گرلباس گشت بدل
شخص صاحب لباس راچہ خلل

اس کو جانا جس نے جانا، اور جو اس کے فہم پر قادر نہیں اسے لازم ہے کہ وہ اس پر ایمان رکھے جیسے اللہ اور اس کی تمام صفات پر ایمان رکھتا ہے اس کی کنہ وحقیقت کو جانے بغیر اور اس مقصد کی کچھ تحقیق سرداران امت ومقتدیان ملت کے کلام میں ہے جیسے مطالب وفیہ مصنفہ مولانا عارف باللہ عبدالغنی النابلسی اور اسکے علاوہ حاملان علم قدسی کے کلمات میں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ان کے طفیل ہم پر دارین میں رحمت نازل فرمائے ۔۱۲ امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ